OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴿ International Journal of Islamic Thought ﴾
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July - December 2025 PP: 140-150

تفسیر مظہر القرآن کی روشنی میں مضامینِ سورۃ ہود کا اختصاصی مطالعہ اور عصری معنویت

Study of the Themes of Surah Hud in the Light of Tafsir Mazhar al-Qur'an and Their Contemporary Relevance

Fazal Wadood
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: fazalwadood1985@gmail.com

Dr. Javed Khan (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: javedkhan@uswat.edu.pk

Abstract

The Qur'an is not merely a book of worship; rather, it is a complete code for the reform of human society and the elimination of oppression. Surah Hud is one of the great chapters of the Holy Qur'an that clearly explains the intellectual, moral, and social foundations of an Islamic society. Through the accounts of the Prophets' (peace be upon them) call towards Allah, the cautionary fate of oppressive nations, the struggles of reformers, the punishment of those who spread corruption, and the salvation of the believers, this Surah makes it clear that the survival and progress of any society are closely connected with justice, reform, and obedience to Allah. At the same time, it emphasizes that oppression, corruption, rebellion, and opposition to the truth become causes and means of destruction. This article discusses the themes presented in Surah Hud in the light of Tafsir Mazhar al-Qur'an and also explains their relevance in the present age. It examines what this Surah demands from us as Muslims and how we can incorporate its lessons into our lives. As a result, qualities such as justice, enjoining what is good, forbidding what is evil, patience, steadfastness, and constructive reform can develop within society. Through this article, an effort has been made to convey the message that when oppression becomes widespread in a society and those in positions of authority remain silent, that society becomes a victim of collective decline, and the danger of divine punishment arises.

Keywords: *Hood, Oppression, Justice, Reform, Corruption.*

CC BY

تعارف

قرآن محض عبادات کی کتاب نہیں ہے بلکہ انسانی معاشرے کی اصلاح اور ظلم کے خاتمے کا مکمل دستور ہے۔ سورۃ ہود قرآن مجید کی ان عظیم سورتوں میں ایک سورۃ ہے جو اسلامی معاشرے کی فکری، اخلاقی اور اجتماعی بنیادوں کو واضح کرتی ہے۔اس سورۃ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت الی اللہ، ظالم اقوام کی عبرت ناک انجام، مصلحین کی جدوجہد، مفسدین کی سزائیں اور اہل ایمان کی نجات کے واقعات کے ذریعے یہ حقیقت واضح کردی گئی ہے کہ کسی معاشرے کی بقاء اور ترقی عدل، اصلاح اور اطاعت الہی سے وابستہ ہے، جبکہ یہ بھی واضح کیا گیاہے کہ ظلم، فساد، سرکشی اور حق کی مخالفت تباہی کا سبب اور ذریعہ ہے۔اس آرٹیکل میں سورۃ ہود کے اندر بیان کردہ مضامین کو تفسیر مظہر القرآن کی روشنی میں بیان کیا گیاہے اور ساتھ ساتھ موجودہ زمانے میں اس کی معنویت بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ سورۃ ہم مسلمانوں سے کیا تقاضا کرتی ہے اور ہم کس طرح اس سورۃ کے اسباق کو اپنی زندگی کا حصہ بناسکتے ہیں جس کے نتیجے میں معاشرے کے اندر عدل، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، صبر، استقامت اور اصلاح زندگی جیسے صفات پیدا ہوسکتے ہیں۔اس آرٹیکل کے ذریعے یہ پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ جب معاشرے میں ظلم عام ہوجائے اور بااختیار لوگ خاموش ہوجائیں تو وہ معاشرہ اجتماعی زوال کا شکار ہوجاتاہے اور وہاں عذاب الہی کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے۔

تعارف سورۃ ہود:

صاحب مظہر القرآن فرماتے ہیں کہ سورۃ ہود قرآن مجید کی گیارویں مکی سورت ہے، اس میں عقیدہ توحید، رسالت، آخرت، صبر واستقامت، اصلاح معاشرہ اورظالم قوموں کے عبرت ناک انجام کو انتہائی مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے، سورۃ ہود میں متعدد انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی قوموں کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں، جن میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہم السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام ہیں۔اس سورت کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ خود اللہ تعالی عدل کرنے والا ہے، عدل کرنے والوں کو کامیابی عطافرماتا ہے اور ظلم و سرکشی کرنے والوں کو بالآخر اپنے انجام سے دوچار کرتا ہے۔اس سورت میں رسول اللہ ﷺ اورآپ کے پیروکاروں کو دین پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ حدیث مبارک میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ شِبْتَ، قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ، وَالوَاقِعَةُ، وَالمُرْسَلاَتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَ {إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ} هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيب.[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”یارسول اللہ ﷺ حضور پر پیری کے آثار نمودار ہو گئے“ فرمایا: ”مجھے سورۃ ہود، واقعہ، سورۃ مرسلات، سورۃ عمَّ یتسآءلونَ اور سورہ اِذَالشّمس کوِّرت نے بوڑھا کردیا“

صاحب تفسیر مظہر القرآن علامہ مظہر اللہ دہلوی[2]فرماتے ہیں غالبا یہ اس وجہ سے فرمایا کہ ان سورتوں میں استقامت، قیامت وحساب وجنت ودوزخ کا ذکر ہے۔[3]

پیدائش عالم کا اصلی سبب انسان کا امتحان:

سورۃ ہود آیت نمبر: 7 میں اللہ تعالی ارشادفرماتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا[4]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے تم میں کس کا کام اچھا ہے۔

تفسیر مظہر القرآن کے مترجم و مفسر مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے عالم کی پیدائش کا ذکر فرما کر اس آیت کے ٹکڑے میں اس پیدائش عالم کا اصلی سبب ظاہر فرمایا ہے کہ نیک وبد عمل کی اس آزمائش کے لئے تم کو پیدا کیا گیا ہے کہ کون دنیا میں جاکر نیک عمل کرتا ہے اور آخرت میں جزا کے قابل ٹھہرتا ہے اور کون بد عمل کر کے سزا کے قابل قرار پاتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوگا اس کو پہلے سے معلوم ہے۔ چنانچہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے ہی جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے وہ اس نے اپنے علم ازلی کے موافق لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ مگر نیک وبد کام جب تک کسی سے دنیا میں ظاہر نہ ہو جاوے، فقط لوح محفوظ کے لکھے پر سزا جزا کا مدار اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھا ہے اور جانچ اچھے عمل کی نہیں ہے۔اس واسطے کہ اچھا عمل وہ ہے جو شریعت کے قاعدہ سے صحیح ہوا اور خالص ثواب کی نیت سے کیا جاوے۔[5]

اسی طرح سورۃ ہود آیت نمبر: 15 اور 16 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ[6]

ترجمہ: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے، یہ ہیں وہ جن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ، اور ضائع ہو گئی جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے۔

مفتی مظہر اللہ شاہ دہلوی فرماتے ہیں کہ جو لوگ فقط دنیا کی عزت اور زینت کے لئے عمل کرتے ہیں ان کو اس کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔انہی کی شان میں یہ آیت اتری ہے جس میں فرمایا ہے کہ ان کے عمل کا بدلہ دنیا میں ہی مل جاوے گا باقی رہی آخرت تو وہاں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے اگر ہے دوزخ ہے اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا ہے وہ سب مٹ جائے گا اور جتنے علم ان کے ہیں وہ سب بے کار ہیں۔ کیونکہ ان کا ارادہ اس عمل سے طلب دنیا کا تھا، آخرت کے واسطے انہوں نے کچھ نہیں کیا تھا جو وہاں بھی جزا کے سزاوار ہوں۔[7]

تفسیر مظہر القرآن میں مفتی مظہر اللہ دہلویؒ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا ذکر کرتے ہوئے کشتی میں سوار ہوتے وقت حفاظت کی دعا بروایت معجم الکبیر للطبرانی، معجم الاوسط للطبرانی اور کتاب الدعاء للطبرانی ذکر کی ہے

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " أَمَانٌ لِأُمَّتِي مِنَ الْغَرَقِ إِذَا رَكِبُوا السُّفُنَ أَنْ يَقُولُوا: بِسْمِ اللهِ الْمَلِكِ {وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ} [الزمر: 67] {بِسْمِ اللهِ مُجْرَاهَا، وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ} [هود: 41] "[8]

کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے امتی جب کشتی میں سوار ہونے کے وقت بِسمِ اللہ الملکِ وَمَا قَدرُو اللہ حَقَّ قَدرِہِ اور بِسمِ اللہ مَجرھا وَ مُرسھا اِنَّ رَبّی لَغَفورُ الرَّحِیمِ کہیں گے تو ڈوبنے سے محفوظ رہیں گے۔[9]

اس حدیث شریف کو مجمع الزوائد میں نقل کرنے کے بعد سند میں کیوجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے اسلئے کہ وہ متروک

ہے لہٰذا سندا یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالْكَبِيرِ، وَفِيهِ نَهْشَلُ بْنُ سَعِيدٍ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ.[10]

عصری معنویت: اس تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ دنیاوی زندگی اوراس کے اندر ہونے والے اعمال کا حکم انسان کو بطورِ امتحان دیا گیا ہے نیک اعمال کے ساتھ اگر نیت بھی خالص ہو تو اس کا بدلہ دنیاوآخرت میں مل جاتا ہے اور اگر صرف دنیوی فوائد کے لئے ہو توآخرت میں کچھ بھی نہیں ملے گا گویا انسان کی دنیاوآخرت اس کے یہاں کے اعمال پر موقوف ہے اور دوسری بات یہ کہ لوح محفوظ میں تقدیر لکھے جانے پر انسان کو سزاوجزا نہیں ملتی جب تک دنیوی اعمال اس کے ساتھ صادر نہ ہوں۔

حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ اور معاشرتی فساد:

سورۃ ہود میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ قوم اخلاقی، سماجی اور فطری بگاڑ کا شکار ہو چکی تھی۔ انہوں نے نہ صرف اللہ تعالی کے احکامات کی نافرمانی کی بلکہ ایسی بے حیائی اور فحاشی اختیار کی جو انسانی فطرت اور اخلاقی اقدار کے بھی خلاف تھی۔ حضرت مفتی مظہر اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ ان کے آنے سے دل ہی دل میں کڑھے اور بہت پریشان ہوئے۔ کیونکہ وہ اپنی قوم سے واقف تھے سمجھے کہ آج کا روز بہت سخت ہو گا قوم سے ان کی خاطر جھگڑنا پڑے گا۔ جب گھر میں وہ فرشتے آچکے تو ان کی بیوی نے اپنی قوم کو خبر دی کہ ہمارے گھر میں جوان جوان اور حسین حسین لڑکے مہمان آئے ہیں۔ ان کی قوم یہ خبر سنتے ہی دوڑ پڑی کیونکہ ان کو بری کاموں کی چاٹ لگی ہوئی تھی۔ لوط علیہ السلام نے اُن سے کہا: " بھائیو! میری قوم کی لڑکیاں حاضر ہیں، تم ان سے نکاح کر لو۔ یہ تمہارے واسطے حلال اور پاک ہیں اور خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے خیال سے در گزر کرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں ایک بھی شخص نیک اور خدا سے ڈرنے والا نہیں ہے"۔ ان کی قوم نے جواب دیا" اے لوط (علیہ السلام)! تمہیں پہلے سے معلوم ہے کہ ہمیں تمہاری لڑکیوں سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم لوگ جس بات کے خواہاں ہیں تم خوب جانتے ہو"۔ یہ لوگ خوبصورت لڑکوں سے جو بد فعلی کیا کرتے تھے ان لفظوں میں وہی خواہش انہوں نے ظاہر کی۔[11]

عصری معنویت: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہمیں صرف اس لئے بیا کیا گیا ہے کہ ان واقعات سے ہم عبرت لے لیں اور جن گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا تھا ان سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں اللہ معاف فرمائے وہی گناہ آج ہمارے معاشرے میں عام ہیں یہاں تک کہ سوشل میڈیا پر کھلے عام ایسے گناہوں کی دعوت دی جارہی ہے۔ ان کے تدارک کے لئے امت کی اصلاحی کوششیں انتہائی سنجیدگی کے ساتھ تیز کرنے کی ضرورت ہے۔

سورۃ ہود کی روشنی میں انسانوں کی پانچ قسمیں:

زیر نظر مقالے میں سورۃ ہود کا خصوصی مطالعہ تفسیر مظہر القرآن کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ظلم کے میدان میں انسان کہاں کھڑا ہے؟ سورۃ ہود کی مطالعے سے واضح ہوتا ہے ظلم کے حوالے سے انسانوں کے پانچ قسمیں ہیں۔

1: ظالم

2: ظالم کے معاون اور مددگار

3: ظلم پر خاموش رہنے والے

4: ظلم کے خلاف جد و جہد کرنے والے مصلحین

5: مظلوم

ان پانچ قسموں کو سورۃ ہود کی مختلف آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے جو ذیل میں تفصیلا ذکر ہیں۔

1: ظالم:

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جو خود ظالم ہیں، حقوق اللہ کو پامال کرتے ہیں، حقوق العباد کو غصب کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، اللہ تعالی سورۃ ہود آیت نمبر 18 میں فرماتے ہیں:

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ[12]

ترجمہ: خبر دار ظالموں پر اللہ تعالی کی لعنت ہے۔

قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اہل مدین کی ہلاکت و بربادی کے اسباب یہی تھے کہ وہ ظلم اور سرکشی میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ سورۃ ہود بار بار یہ حقیقت واضح کرتی ہے کہ ظلم وقتی طور پر طاقتور دکھائی دے سکتا ہے لیکن انجام ہلاکت اور تباہی و رسوائی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ ہود آیت: 102 میں فرماتا ہے:

وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ[13]

ترجمہ: اور آپ کے رب کی گرفت اسی طرح ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو اس حالت میں گرفت کرتا ہے کہ وہ ظلم کر رہی ہوتی ہیں، بے شک اس کی گرفت دردناک سخت ہے۔

تفسیر مظہر القرآن میں اس آیت کی تشریح میں مفتی محمد مظہر اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

اللہ پاک نے اس آیت میں اپنے رسول برحق کو یہ خبر دی کہ تمہارے خدا کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے جب کسی ظالم کو پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتے۔ جیسی یہ بستی جس میں یہ ظالم لوگ بستے تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے کہ آخر برباد ہی کر دیئے گئے۔ اس کی پکڑ بہت دردناک ہے[14]

انجام ظالمین اور آخرت کی دائمی سزا:

سورۃ ہود کی اہم مضامین میں سے ایک مضمون آخرت کا یقین اور ظالموں کے انجام کا بیان ہے۔ اس سورت میں یہ واضح کیا گیا کہ کہ دنیا میں اگرچہ ظالموں کو مہلت دی جاتی ہے، لیکن آخرت میں ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ سورۃ ہود میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ[15]

یعنی ان میں بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت۔ جو بد بخت ہوں گے وہ آگ میں ہوں گے۔

صاحب تفسیر مظہر القرآن مفتی مظہر اللہ دہلوی صحیحین کے یہ حدیث مبارک ذکر فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا صَارَ أَهْلُ الجَنَّةِ إِلَى الجَنَّةِ، وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ لاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ لاَ مَوْتَ،

فَيَزْدَادُ أَهْلُ الجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ "[16]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کل مخلوقات کا حساب و کتاب ہو جائے گا اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت بلائی جائے گی اور ایک بھیڑ کی صورت میں آئے گی اس کو ذبح کر کے کہا جائے گا کہ اے جنت والو! اب موت نہیں ہے۔ اب تم ہمیشہ جنت میں رہو اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے تم ہمیشہ دوزخ میں رہو۔[17]

عصری معنویت: آج بھی جو حکمران، ادارے، افراد یا گروہ اپنے طاقت، اقتدار، دولت یا حکمرانی کی وجہ سے دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں وہ اسی قرآنی وعید کے مستحق ہیں۔ یہ حکم عام ہے ہر ظالم کے لئے ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہ حکم انہیں گاؤں اور بستیوں کے لئے تھا اوروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ہر ایک ظالم کا یہی نتیجہ ہو گا۔

2: ظالم کے دوست، سپورٹر، محبین، مائل:

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ ھود کے آیات نمبر 113 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ [18]

ترجمہ: ۔اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تم کو آگ پہنچے گے۔ اور اللہ کے سوا تمہارے نہ کوئی دوست ہو گے اور نہ مدد پاؤ گے۔

یعنی ظالموں سے محبت نہ کروں، ظالموں کے سپورٹر نہ بنوں، ظالموں کے حق میں باتیں نہ کرو۔

تفسیر مظہر القرآن میں مفتی مظہر اللہ دہلوی نے اس آیت مبارکہ کا ترجمہ اس طرح فرمایا ہے،

اور (اے مسلمانو!) ان ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تم کو (دوزخ کی) آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں ہے پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔[19]

عصری معنویت: ظلم صرف ظالم کے ہاتھ سے نہیں پھیلتا بلکہ اس کے پیچھے ایسے بااثر لوگ بھی ہوتے ہیں جو ظالم کی حمایت کرتے ہیں، ظالم کے جرائم پر پردہ ڈالتے ہیں، ظالم کی تعریفیں کرتے ہیں، ظالم کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور ظالم کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں صرف ظلم سے منع نہیں کیا گیا بلکہ ظالموں کی طرف ہمدری، میلان، حمایت اور وابستگی سے بھی روکا گیا ہے۔

ظالموں کی مجلسوں میں بیٹھنا، ان کے ظلم کے لئے جواز نکالنا، ان کی تعریف کرنا اور ان کے ظلم پر رضامندی ظاہر کرنا بھی اس وعید میں داخل ہے۔ یہ قرآن کا ایسا اصول ہے جو ہر دور کے درباری مولویوں، خوشامدی سیاست دانوں، مفاد پرست دانشوروں اور ظلم کے سہولت کاروں کو آیئنہ دکھاتا ہے۔

3: ظلم پر خاموش رہنا:

اللہ تعالی سورۃ ھود کے آیات نمبر 116 میں ان لوگوں سے شکوہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ[20]

ترجمہ: جو امتیں تم سے پہلے گزری ہیں ان میں سے سمجھدار لوگ کیوں نہ ہوئے جو کہ (دوسرے لوگوں کو) زمین میں

فساد (یعنی کفر و شرک) پھیلانے سے منع کرتے، ہاں ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ گناہ گار تھے۔

علامہ مفتی مظہر اللہ دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ تم سے پہلے جتنی قومیں گزری ہیں ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو سمجھدار تھے اور انہوں نے رسول کی پیروی اختیار کی تھی۔ دنیا میں ظلم و فساد سے الگ الگ رہے تھے اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دے دی مگر ایسے لوگ بہت کم تھے اور جو لوگ دنیا کے مال و دولت پر غرور کر کے شرک سے باز نہیں آئے۔

پھر فرمایا کہ خدا ناحق کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ لوگ ہر شخص کا خیال رکھتے اور ظلم پر کمر نہ باندھے شرک نہ کرتے تو کبھی ہلاک نہ ہوتے، یہی خود انہی کے ظلم کا نتیجہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے

إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ.[21]

یعنی جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالی ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔

عصری معنویت: معاشرے کی تباہی صرف ظالموں سے نہیں آتی بلکہ ان لوگوں سے بھی آتی ہے جو ظلم دیکھتے ہیں لیکن خاموش رہتے ہیں۔ یہ آیت مبارکہ در اصل ان لوگوں کی تباہی کا سبب بیان کر رہی ہے کہ ان میں ظلم اور فساد کو روکنے والے لوگ بہت کم رہ گئے تھے۔ جب معاشرے کی سنجیدہ اور باثر لوگ خاموش ہو جائیں، علماء حق بات کہنے سے ڈر جائیں، اہل قلم حق لکھنا چھوڑ دیں اور عوام الناس ظلم کو معمول سمجھیں تو پھر اللہ تعالی کی طرف سے اجتماعی عذاب کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات خاموشی ظالم کیلئے طاقت بن جاتی ہے۔

4) ظلم کے خلاف کوشش کرنے والے مصلحین:

سورۃ ہود میں مذکور انبیاء علیہم السلام کے واقعات اسی حقیقیت کو واضح کرتے ہیں کہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام سب نے اپنی قوموں کے ظلم اور فساد کے خلاف آواز بلند کی۔

اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: تھوڑے لوگ تھی جو ظالم کے ظلم کے خلاف کھڑے تھے تو اللہ نے اسے نجات دی اور آیت 117 میں اللہ تعالیٰ اصول بیان کرتا ہے کہ آپ کے رب ایسے نہیں کہ گاؤں ظلم پر ھلاک کرے۔

گاؤں میں ظلم ہو رہے ہیں آپ کے رب وہ ھلاک نہیں کرتے بشرط یہ کہ: واھلھا مصلحون

ان کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہو۔

عصری معنویت: اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم، فساد اور اور گمراہی کے مقابلے میں حق کا علمبردار ہوتے ہیں، یہی انبیاء علیہم السلام کا راستہ ہے اور یہی صالحین کی روش اور طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اس وقت تک نہیں لاتا جب تک ظالموں کی تعداد زیادہ نہ ہو اب یہاں ایک بات سمجھنی چاہئے کہ مثال کے طور پر کسی گاؤں میں 100 لوگ رہتے ہیں اور اس میں 10 ظالم ہیں یہ ظلم نہیں کہ 10 ظالموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ 100 لوگوں کو عذاب میں گرفتار کرے۔ ایسی نہیں ظلم کرنے والے 10 ہے۔ لیکن اس سو100 لوگوں میں 30 لوگ اس ظالموں کی دوست، سپورٹر،

محبین ہوگے۔تو وہ ظالموں میں حساب ہوئے تو چالیس ظالم ہوئے اور باقی میں 30 لوگ ظلم پر خاموش ہے۔وہ 30 لوگ بھی ظالموں میں حساب ہے تو ظالموں کی تعداد گاؤں میں 70 ہوئے اور یہ کثیر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کثیر لوگوں کے بارے فیصلے فرماتاہےاور باقی 30 میں جولوگ ظلم کے خلاف کوشش کرنے والا ہے۔تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبین ہے۔اس کو اللہ تعالیٰ دنیاوآخرت میں نجات دیں گے۔

5) مظلوم:

سورۃ ہود میں اگرچہ لفظ مظلوم بار بار نہیں آیا، لیکن پوری سورت میں انبیاء اور اہل ایمان کی نصرت کا مضمون یہی بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دے کر آخر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو تنہا نہیں چھوڑتا۔

قوم نوح کے کمزور مؤمنین، حضرت لوط علیہ السلام کے بے بس ساتھی، حضرت شعیب علیہ السلام کے پیروکار اور اسی طرح دیگر اہل ایمان بظاہر کمزور تھے لیکن اللہ رب العزت نے انہیں نجات دے کر ظالموں کو ہلاک کردیا۔

مظلوم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ[22]

ترجمہ جن (مسلمانوں) سے کافر لڑتے ہیں ان کے لئے (جہاد) کی اجازت دی گئی، کیونکہ اس سبب سے کہ ان پر ظلم کیا گیااور بیشک اللہ ان کے مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔

عصری معنویت: ان پانچ قسم لوگوں میں ہم کون سی قسم میں ہیں۔ہم ظالم ہیں یا کسی پر ظلم کرنے والے کے ساتھی ہیں، نہیں ہم ظالم نہیں تو کیا ہم ظالم کے دوست تو نہیں اگر ہم ان سے دوستی کرتے ہیں یاان کی مدد کرتے ہیں یا ان کی تعریف کرتے ہیں اور اگر ہم یہ نہیں تو ہم ظالم کی ظلم پر خاموش تو نہیں ہیں۔اگر ہم اس تین قسم لوگوں میں ایک بھی ہو تو ہم ظالموں میں حساب ہوں گے۔

کامیاب لوگ ظلم کے خلاف کوشش کرنے والے ہیں اور مظلوم تو بے بس ہے، عاجز ہے اللہ ہمیں مظلوم ہونے سے بچائے۔وہ دنیا میں برباد ہے لیکن آخرت میں اللہ ان کے مدد کرے گا۔اور اگر مظلوم کثیر ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ حج میں قتال کرنے کا اجازت دی ہے۔ہم کو ظلم کے خلاف کوشش کرنے والوں میں سے ہونے چاہیے۔

ایک روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: إِنَّ الظَّالِمَ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: " بَلَى وَاللهِ،حَتَّى الْحُبَارَى لَتَمُوتُ فِي وَكْرِهَا هُزَالًا لِظُلْمِ الظَّالِمِ "[23]

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے کہا: کہ ظالم سب نقصان اپنے کرتے ہیں ابو ہریرہ نے کہا: نہیں ظالم اپنے نقصان نہیں کرتے بلکہ ظالم تمام لوگوں، تمام حیوانات، پرندوں کی بھی نقصان کرتے ہیں اگر ظالم کو کسی نے نہیں روکا تو اس ظالم کی وجہ سے تمام علاقہ اور تمام لوگ برباد ہوں گے۔

لہٰذا سورۃ ہود کا عظیم پیغام ہے کہ مظلوم عارضی اور وقتی طور پر کمزور ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالی کے ہاں اس کی فریاد ضائع نہیں ہوتی۔ ظلم کے میدان میں آخری قسم مظلوموں کی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں، جنہیں کمزور سمجھ کر دبایا جاتا ہے اور طاقتور و صاحب اقتدار لوگ ان پر ظلم کرتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

اس مقالہ کے اندر سورۃ ہود کے مضامین کو تفسیر مظہر القرآن ی روشنی میں بیان کیا گیا ہے جس میں پیدائش عالم کا اصلی سبب انسان کا امتحان، حضرت لوط علیہ السلام کے قوم کے اعمال اور اس کے نتیجے میں معاشرتی فساد کا پیدا ہونا، بنیادی مضامین ہیں اس کے بعد سورۃ ہود کی روشنی میں انسانوں کی پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں جن میں ظالم، ظالم کے معاون اور مددگار، ظلم پر خاموش رہنے والے، ظلم کے خلاف جدوجہد کرنے والے مصلحین اور مظلومین کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ ہر مضمون کی عصری معنویت اور تقاضے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سورۃ ہود صرف محض تاریخی واقعات کا مجموعہ نہیں بلکہ امت مسلمہ کے لئے ہر دور میں ایک زندہ اور عملی دستور حیات ہے۔ یہ سورت ہمیں بتاتی ہے کہ ظلم، فساد اور غیر اخلاقی و غیر فطری اعمال قوموں کو تباہی کی طرف لے جاتے ہیں، جبکہ عدل، انصاف، اصلاح، استقامت اور اللہ تعالی و رسول کی اطاعت قوموں کو عروج اور کامیابی کا سبب بنتے ہیں۔ عصر حاضر کے مسلمان اگر سورۃ ہود کے پیغام کو سمجھ کر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کرنے کے لئے کوشش کریں تو بہت سے فکری، سماجی، اخلاقی اور سیاسی مسائل کا حل ممکن ہو سکتا ہے۔

نتائج البحث:

اس تحقیقی مقالے سے درج ذیل اہم نتائج سامنے آئے۔

1. عدل و انصاف معاشرے کی بقا کی بنیاد ہے، قوموں کا عروج وزوال ان کے اخلاقی کردار اور عدل وانصاف سے متعلق ہے، جب معاشرے میں عدل و انصاف قائم رہتا ہے تو معاشرے ترقی کرتے ہیں اور جب ظلم عام ہو جائے تو معاشرہ کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔
2. قرآن مجید کی روشنی میں ظلم کا مفہوم بہت وسیع ہے، ظلم صرف جسمانی زیادتی یا مالی حق تلفی کا نام نہیں بلکہ ظلم شرک، کفر، انکار حق، اخلاق کی فساد اور حقوق انسانی کی پامالی کو کہا جاتا ہے۔
3. یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوئی کہ ظالموں کی حمایت، ان کی تعریف، یا ظلم پر خاموشی اور رضامندی بھی ظلم ہے۔
4. سورۃ ہود کے مطابق مصلحین کی موجودگی اللہ تعالی کی رحمت کا ذریعہ ہے۔
5. جب ظلم اور فساد عام ہو جائے اور ارباب اقتدار خاموش رہیں تو یہ خاموشی فساد کا سبب ہے۔
6. حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ایک واضح دلیل ہے کہ غیر اخلاقی اعمال اور غیر فطری افعال معاشروں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔
7. اللہ تعالی کا قانون یہ ہے کہ پہلے ظالموں کو مہلت دیتا ہے لیکن آخر ان کا محاسبہ ضرور کرتا ہے۔
8. انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیاب صرف اور صرف اہل حق ہے۔
9. سورۃ ہود عصر حاضر کے لئے ایک مکمل منشور اور دستور حیات ہے، یہ سورت فرد، خاندان، معاشرہ، ریاست، حکمران اور عوام کے لئے جامع نظام ہے۔

سفارشات و تجاویز

1. عصر حاضر کے اخلاقی بحرانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے قرآن فہمی کو فروغ دیا جائے، اسی طرح تعلیمی اداروں میں تدبر

قرآن کی دعوت عام کیا جائے۔

2. مساجد، مدارس، جامعات اور میڈیا کے واسطے ظلم اور ناانصافی کے خلاف شعور پیدا کیا جائے۔
3. علماءِ کرام، اہل قلم اور صاحبان اقتدار کو چاہیئے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے قدم پر چلتے ہوئے ظلم، کرپشن، اور حق تلفی کے خلاف مؤثر آواز بلند کریں۔
4. سوشل میڈیا کو جھوٹ، بہتان اور کردار کشی کے بجائے حق، علم کی نشر و اشاعت، دینی شعور اور اصلاح معاشرہ کے فروغ کے لئے استعمال کیا جائے۔
5. امت مسلمہ کو عموما اور نوجوان نسل کو خصوصا قرآنی تعلیمات اور سیرت رسول ﷺ سے جوڑنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔
6. معاشرے میں نیکی کی فروغ اور برائی کے خاتمے کے لئے قرآنی ہدایات عام کیا جائے۔
7. رشوت، سود، ملاوٹ اور کرپشن کے خاتمے کے لئے عملی اور قانونی اقدامات کئے جائیں۔
8. معاشرے میں کمزور اور مظلوم طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 جامع الترمذی، محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، ابو عیسی (المتوفی: 279ھ-)، بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ الوَاقِعَةِ، حدیث نمبر: 3297، المحقق: بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الإسلامی –بیروت، سنۃ النشر: 1998م

2 مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی ولادت بروز بدھ 15 رجب المرجب 1303 ہجری مطابق 21 اپریل 1886ء دہلی میں ہوئی۔ چار سال کی عمر میں والد کے سایہ سے محروم ہوگئے تو دادا مفتی محمد شاہ محمد مسعود نے کفالت فرمائی۔ دو سال بعد دادا محترم بھی وفات پاگئے، پھر چچا محترم مولانا عبد المجید نے کفالت شروع کی۔ اسی طرح شروع ہی سے مفتی صاحب کی زندگی میں سیرت نبوی ﷺ کی جھلک ظاہر ہوگئی۔ آپ بروزِ پیر 14 شعبان المعظم 1386ھ موافق 28 نومبر 1966ء دہلی میں وصال فرماگئے۔ آپ دہلی کی جامع مسجد فتح پوری کے صحن کی مشرقی جانب حضرت نوشاہ کے دربار کے احاطے میں مدفون ہیں۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، علمی اور ادبی خدمات: ۶۵)

3 تفسیر مظہر القرآن، مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (المتوفی 1966ء)، جلد: 1، صفحہ: 49، مکتبہ ضیاء القرآن لاہور، پاکستان، تاریخ اشاعت 2015ء۔1436ھ۔

4 القرآن، سورۃ ہود 11:7

5 تفسیر مظہر القرآن، سورۃ ھود 11:7، جلد: 1، صفحہ: 634

6 سورۃ ہود 11:16،15

7 تفسیر مظہر القرآن، سورۃھود16:11، جلد:1، صفحہ:634
8 المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360ھ-)، باب الضحاک عن انس ، حدیث نمبر:12661، مکتبۃ ابن تیمیۃ –القاہرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ
9 تفسیر مظہر القرآن، سورۃھود41:11، جلد:1، صفحہ:650
10 مجمع الزوئد، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الھیثمی (المتوفی: 807ھ-)، [بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ الْبَحْرَ]، حدیث نمبر:17102، المحقق: حسام الدین القدسی، الناشر: مکتبۃ القدسی، القاہرۃ، عام النشر: 1414ھ- 1994م
11 تفسیر مظہر القرآن، سورۃھود77:11، جلد:1، صفحہ:662
12 سورۃ ہود18:11
13 القرآن: سورۃ ہود102:11
14 تفسیر مظہر القرآن، سورۃھود102:11، جلد:1، صفحہ:670
15 سورۃ ہود105:11
16 صحیح البخاری، محمد بن إسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی المتوفی 256ھ ، بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، حدیث نمبر:6548، المحقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاۃ (مصورۃ عن السلطانیۃ بإضافۃ ترقیم ترقیم محمد فؤاد عبد الباقی)، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ-
صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (المتوفی: 261ھ-)، بَابُ النَّارُ يَدْخُلُهَا الْجَبَّارُونَ وَالْجَنَّةُ يَدْخُلُهَا الضُّعَفَاءُ، حدیث نمبر:2850، ، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر: دار إحیاء التراث العربی - بیروت
17 تفسیر مظہر القرآن، سورۃھود108:11، جلد:1، صفحہ:672
18 سورۃ ہود113:11
19 تفسیر مظہر القرآن، سورۃھود113:11، جلد:1، صفحہ:674
20 سورۃ ہود116:11
21 جامع الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي نُزُولِ العَذَابِ إِذَا لَمْ يُغَيِّرِ المُنْكَرُ، حدیث نمبر:2168
22 سورۃ الحج39:22
23 البیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، ابو بکر البیہقی (المتوفی: 458ھ-)، شعب الایمان، فِي ذِكْرِ مَا وَرَدَ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الظُّلْمِ، حدیث نمبر:7075، الناشر: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ ببومبای بالہند، الطبعۃ: الأولی، 1423ھ-- 2003م